دو بھائی

دو بھائی

از

سید احسن صاحب ایم اے (علیگ)

مکتبہ جامعہ
دہلی۔ نئی دہلی۔ لاہور۔ لکھنؤ۔ بمبئی

بار دوم ۱۰۰۰

قیمت
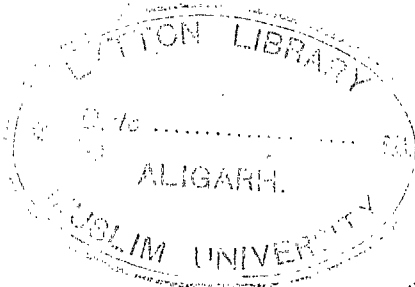
دو بھائی

بہت دنوں کی بات ہے کہ کسی ملک میں دو بھائی رہتے تھے
ایک غریب تھا دوسرا امیر۔ جو بھائی امیر تھا وہ سنار کا کام کرتا
تھا اور اس کا دل اس پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا جس پر وہ اپنا
سونا گھسا کرتا تھا۔ غریب بھائی بہت نیک اور ایمان دار تھا اور
جھاڑو بنا کر اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ امیر بھائی کے کوئی اولاد نہ
تھی لیکن غریب کے دو لڑکے تھے جو جڑواں پیدا ہوئے تھے اور ایک
دوسرے سے شکل و صورت میں اتنے ملتے جلتے تھے کہ ماں باپ بھی

ان کو مشکل سے پہچانتے تھے ۔ اس مشکل سے بچنے کے لئے انھوں نے آخر کار ایک خاص نشانی مقرر کرلی تھی ۔

غریب بھائی کا نام سیفی اور امیر کا نام زلفی تھا ، سیفی اکثر جنگلوں میں جھاڑو کے لئے سینکیں بیننے جایا کرتا تھا ، ایک مرتبہ وہ جنگل میں سینکیں بین رہا تھا وہاں اس نے سنہرے رنگ کی ایک چڑیا اتنی خوب صورت دیکھی کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی سیفی نے اس چڑیا کے پکڑنے کی بہت سی تدبیریں کیں ۔ جب کسی ترکیب سے وہ ہاتھ نہ آئی تو اس نے ایک کنکر سے اس پر نشانہ لگایا چڑیا تو بچ گئی مگر اس کا ایک پر گر گیا ۔ سیفی نے اٹھا کر دیکھا تو وہ سونے کا تھا ۔ سیفی اُسے اٹھا لایا اور اپنے بھائی زلفی کو دکھایا ۔ چالاک زلفی نے اپنے سیدھے سادھے اور نیک بھائی کو پھسلا کر اور کچھ پیسے دے کر پر لے لیا ۔

دوسرے دن سیفی ایک درخت پر کچھ شاخیں کاٹنے چڑھا ۔

وہاں بھی اس نے وہی چڑیا دیکھی۔ اس نے خیال کیا کہ غالباً اس
درخت پر اس کا گھونسلا ہوگا۔ چنانچہ اس نے تلاش شروع کی اور
تھوڑی دیر میں گھونسلا مل گیا۔ گھونسلے میں ایک انڈا رکھا تھا جو کندن
کی طرح چمک رہا تھا اس انڈے کو لے کر سیفی گھر آیا اور پہلی طرح انڈا بھی
اپنے بھائی کو دکھایا۔ چالاک بھائی نے اُسے بھی تھوڑا سا روپیہ دے
دلا کر ٹرخا لیا۔ اور اس سے کہا کہ اگر تم وہ چڑیا مجھ کو پکڑ لادو جس کا یہ انڈا ہے
تو میں تم کو اتنا روپیہ دوں گا کہ اپنی زندگی آرام سے بسر کر سکو گے۔

دوسرے دن سیفی پھر جنگل کو گیا۔ وہاں اُس نے پھر اس چڑیا کو
درخت پر بیٹھا ہوا دیکھا، اس نے ایک پتھر اُٹھایا اور تاک کر چڑیا کے
ایسا نشانہ لگایا کہ وہ پھڑپھڑا کر زمین پر آ پڑی۔ سیفی نے چڑیا کو
اُٹھا لیا اور اپنے بھائی کے گھر لے گیا اور اُس سے کہا:

"لو یہی وہ چڑیا ہے جس کے لانے کو تم نے مجھ سے کہا تھا"
زکی نے چڑیا اُس سے لے لی اور چند اشرفیاں اس بھولے بھالے

غریب بھائی کو دے دیں۔ اس بے چارے نے اتنی رقم اس سے پہلے کاہے کو دیکھی تھی۔ اشرفیاں دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور تقریباً سال بھر کے لئے محنت مزدوری سے بے فکر ہو گیا۔

زلفی چالاک آدمی تھا وہ اس "مرغِ زرّیں" کی کہانی سُن چکا تھا۔ فوراً چڑیا کو اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور کہا "یہ میرے لئے پکا دو مگر اس کی کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائے۔ مدّت سے میں اس کی تلاش میں تھا۔ آج ملی ہے۔ میں اس کو شوق سے کھاؤں گا۔"

یہ چڑیا کوئی معمولی چڑیا نہ تھی۔ اُس کی یہ خوبی مشہور تھی کہ جو اس کی کلیجی کھا لیتا اس کو ہر صبح تکیے کے نیچے دو سونے کے انڈے رکھے ہوئے ملتے۔

چنانچہ زلفی کی بیوی نے چڑیا کو اچھی طرح صاف کر کے چولھے پر پکنے کے لئے رکھ دیا۔ چڑیا چولھے پر پک رہی تھی کہ اتفاقاً زلفی کی بیوی کسی ضرورت سے باہر چلی گئی اس درمیان میں غریب سلفی کے دو لڑکے

لڑکے اپنے چچا کے گھر آئے اور باورچی خانے میں داخل ہوئے انھوں
نے چڑیا کے پکنے کی خوشبو جو سونگھی تو صرف دیکھنے کے خیال سے
ایک نے دیگچی کا ڈھکنا اٹھایا اور دوسرے نے اس میں کف گیر
چلایا۔ کف گیر چلاتے ہی دو بوٹیاں دیگچی سے باہر گر گئیں بڑے
بھائی نے مسکرا کر کہا "جو خندق میں گرتا ہے وہ سپاہی کا مال ہوتا ہے"
یہ کہنے کے بعد دونوں بھائی ایک ایک ٹکڑا اٹھا کر کھا گئے اتنے میں
زلفی کی بیوی بھی آ گئی اور ان دونوں کو کچھ کھاتے ہوئے دیکھ کر
بولی "یہ تم کیا کھا رہے ہو؟" بچوں نے کہا "گوشت کی دو بوٹیاں
دیگچی سے باہر گر گئی تھیں۔ انھیں پھر دیگچی میں ڈالنا ٹھیک نہ تھا کیوں
کہ وہ مٹی میں سن گئی تھیں، انھیں ہم نے کھا لیا"

زلفی کی بیوی نے دیگچی کھول کر دیکھی تو معلوم ہوا کہ وہ
کلیجی اور دل کے ٹکڑے تھے جو ان بچوں نے کھا لئے تھے"
اس خیال سے کہ شوہر کو کچھ شبہ نہ ہو اس نے جلدی ہی گھر کے پلے

ہوئے کبوتروں میں سے ایک کبوتر کو ذبح کر ڈالا اور اس کی کلیجی
اور دل چڑیا کے گوشت میں ملا دیا۔ جب ہانڈی پک گئی تو زلفی کی بیوی
شوہر کے سامنے دیگچی اٹھا لائی۔ زلفی نے سارا گوشت کھا لیا اور
رات کو خوش خوش اپنے بستر پر لیٹا۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ
رہی جب صبح اٹھ کر تکیے کے نیچے اس کو سونے کے انڈے نہ ملے

وہ دونوں بچے نہیں جانتے تھے کہ خوش قسمتی سے کیا چیز ان کو
مل گئی تھی۔ دوسرے دن صبح کو جب وہ سو کر اٹھے تو انھوں نے اپنے
سرہانے سے کسی چیز کے گرنے کی جھنجھناہٹ سنی۔ وہ اسے اٹھانے
کو نیچے جھکے تو دیکھا کہ وہ سونے کے دو انڈے تھے۔ ان انڈوں کو
وہ اپنے باپ کے پاس لے گئے۔ سیفی ان کو دیکھ متعجب ہوا اور گھبرا کر
پوچھا "یہ تم کو کہاں سے ملے ہیں؟" بچے اس بات کا کوئی معقول جواب نہ
دے سکے۔ مگر جب دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی سلسلہ رہا اور ہر
صبح کو سونے کے انڈے ملنے لگے تو ایک دن سیدھا سادھا سیفی

اپنے بھائی کے پاس گیا اور یہ ماجرا سُنایا۔ زلفی فوراً سمجھ گیا کہ یہ کیا قصہ ہے اور بدلہ لینے کے لئے اس نے سیفی سے کہا "لڑکوں پر بھوتوں کا سایہ ہو گیا ہے۔ تمھاری بدقسمتی تم کو بہت پریشان کرے گی ان کو اپنے گھر میں نہ رکھو۔ جنگل میں چھوڑ آؤ۔"

سیفی کو اس بات سے بہت صدمہ پہنچا لیکن وہ مورکھ اچھے بُرے کی پرکھ ہی نہ رکھتا تھا اپنے بھائی کی ہر بات ٹھیک سمجھتا تھا، چنانچہ بچوں کو ایسی جگہ چھوڑ آیا جہاں جنگل بہت گھنا تھا۔ کچھ دیر تک تو بچے کچھ نہ سمجھے مگر ان کو ذرا دیر کے بعد پتہ چل گیا کہ اُن کا باپ وہاں موجود نہیں ہے۔ اُنھوں نے اپنے گھر آنے کی بہت کوشش کی لیکن گھنے جنگل اور پیچیدہ راستے کی وجہ سے وہ خود کھو گئے اور پگڈنڈی تک نہ پا سکے۔ وہ رات بھر اِدھر اُدھر پھرتے اور چیختے چلاتے رہے مگر بیکار۔ اگر کوئی آواز اُن کو سُنائی دیتی تھی تو وہ بھیڑیے یا دوسرے جنگلی جانوروں کی ہوتی۔ غرض وہ غریب بچے رات بھر

حیران و پریشان رہے۔ خدا خدا کرکے صبح ہوئی جب سورج اچھی
طرح نکل آیا تو ایک شکاری ان کو ملا جس نے ان سے پوچھا "پیارے
بچو تم کون ہو؟" ایک نے کہا "ہم ایک غریب باپ کے لڑکے ہیں۔ کچھ
دنوں سے ہم دونوں بھائیوں کو ہر صبح سونے کا ایک انڈا ملا کرتا
تھا جس سے ہمارے باپ کو یہ وہم ہو گیا کہ ہم پر بھوتوں کا سایہ ہو گیا
ہے۔ شاید اسی ڈر کی وجہ سے وہ ہم کو جنگل میں چھوڑ گیا ہے۔"
شکاری کو ان دونوں بچوں کی باتیں سن کر ان پر ترس
آیا وہ ان کو اپنے گھر لے گیا۔ اتفاق سے شکاری کے کوئی اولاد
نہ تھی۔ وہ انھیں اپنے لڑکوں کی طرح پالنے پوسنے لگا اس نے بڑے
کا نام زلفو اور چھوٹے کا سیفو رکھا اور ان دونوں کو شکار کھیلنا
سکھایا۔ جب وہ دونوں بڑے ہو گئے اور ملک بھر میں ان کے
شکاری ہونے کی شہرت ہو گئی اور دور دور تک ان کی دھاک بیٹھ
گئی تو ان کے شکاری باپ نے دونوں بھائیوں سے کہا:-

"تم دونوں شکار کھیلنا خوب سیکھ گئے ہو، اور اب تم آزاد ہو جہاں چاہو جا سکتے ہو۔" آزادی کا لفظ سن کر دونوں بھائیوں نے آپس میں آہستہ آہستہ کچھ باتیں کیں اور اپنے شکاری باپ کے ساتھ مکان پر واپس ہوئے۔

دوسرے دن شکاری نے دونوں لڑکوں کو رخصت کیا اور چلتے وقت اس نے ان کو ایک چاقو دیا۔ جس کا دستہ بہت چمکدار اور صاف تھا۔ اور ان سے کہا :-

"اگر تم دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جاؤ تو اس چاقو کو ایسے پیڑ میں گاڑ دینا جہاں سے دو راستے الگ الگ جاتے ہوں۔ اگر کھویا ہوا بھائی اس راستے سے گذرے گا تو وہ اسی طرف جائے گا جدھر دوسرا گیا ہو گا۔ اور اگر خدا نخواستہ تم میں سے ایک مر جائے گا تو چاقو کا پھل زنگ آلود ہو جائے گا۔ جب تک تم دونوں زندہ رہو گے اس وقت تک چاقو چمکدار رہے گا۔"

زلفو نے وہ چاقو لے لیا اور دونوں بھائی اپنے شکاری باپ سے گلے مل کر رخصت ہوئے۔ دن بھر چلتے چلتے شام کو وہ ایک گھنے جنگل میں پہنچے۔ اپنے ساتھ جو کچھ کھانا وہ لائے تھے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر خوب کھایا اور اس کے بعد کھلی ہوا میں سو گئے۔

دوسرے دن صبح کو پھر روانہ ہو گئے۔ شام تک چلنے کے بعد بھی وہ جنگل سے باہر نہ ہو سکے۔ دن بھر انھوں نے کوئی شکار بھی نہ کیا تھا۔ اس لئے بڑے بھائی کی رائے ہوئی کہ کچھ مار لینا چاہیے تاکہ رات کی غذا کا انتظام ہو جائے۔ چنانچہ ایک نے بندوق کا نشانہ ایک جھاڑی پر لگایا اس میں سے ایک خرگوش نکل کر بھاگا دوسرے بھائی نے فوراً ہی خرگوش کے دوسرا نشانہ لگایا۔ یہ نشانہ بھی اچھی طرح تو نہ لگا مگر وہ زخمی ہو کر گر پڑا۔ خرگوش نے گرتے ہی دونوں سے کہا "میرے اچھے شکاریو۔ اگر تم مجھے زندہ چھوڑ دوگے تو میں تم کو دو خرگوش لا دوں گا۔"

نوجوان شکاریوں نے خرگوش کا اعتبار کیا اور اس کو جانے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مع دو چھوٹے چھوٹے خرگوش کے بچوں کے واپس ہوا۔ بچے بہت خوب صورت تھے اس لئے شکاریوں نے ان کو مارا نہیں بلکہ اپنے پاس رکھ لیا۔ دونوں خرگوش بھی اپنے اگلے پاؤں سمیٹ کر شکریہ ادا کرنے کے لئے سامنے بیٹھ گئے۔

کچھ دیر بعد شکاریوں کو پھر بھوک لگی اگرچہ اس عرصے میں انھوں نے کچھ جنگلی پھل کھا لئے تھے تاہم پیٹ بھر کر نہ کھائے تھے۔ اس لئے کسی دوسرے جانور کے شکار کی تجویز ہوئی۔ وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ سامنے سے ایک لومڑی جاتی ہوئی دکھائی دی۔ ان میں سے ایک نے بندوق اٹھا کر لومڑی پر نشانہ لگایا۔ لومڑی بھی خرگوش کی طرح اُن کے ہاتھ آ گئی۔ لیکن جب شکاریوں نے اس کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو وہ بولی:۔

"اگر تم مجھ کو زندہ چھوڑ دو گے تو میں اپنی جگہ تم کو دو لومڑیاں

لادوں گی۔"

شکاریوں نے یہ خیال کرکے کہ ایک لومڑی سے زیادہ دو لومڑیوں کے کھانے میں مزا آئے گا اُس کو چھوڑ دیا۔ لومڑی ایک ہی چھلانگ مار کر نظروں سے غائب ہوگئی مگر فوراً ہی دو بچّے لئے ہوئے واپس ہوئی۔ لومڑی کے بچّوں کو دیکھ کر شکاریوں کا دل ان کو مارنے کو نہ چاہا۔ بلکہ خرگوش کے بچّوں کی طرح اُن کو بھی ساتھ رکھ لیا۔

بھوک نے تھوڑی دیر بعد ان کو پھر ستایا اور اس مرتبہ انھوں نے طے کر لیا کہ جو جانور بھی سب سے پہلے ملے گا اس کا شکار کریں گے۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد اُن کو ایک بھیڑیا ملا۔ ایک بھائی نے اُس کے مارنے کو بندوق اُٹھائی ہی تھی کہ بھیڑیا چلایا:-

"میرے اچھے شکاریو۔ اگر تم مجھے زندہ چھوڑ دوگے تو میں

تم کو بھیڑیے کے دو بچّے لادوں گا۔ شکاریوں نے اس کو منظور کر لیا اور بھیڑیے کے بچّوں کو بھی خرگوش اور لومڑی کے بچّوں کی طرح اپنے ساتھ رکھ لیا۔

چلتے چلتے ان کو ایک ریچھ نظر آیا اور شکاریوں کو اپنی طرف نشانہ تاکتے ہوئے دیکھ کر اُس نے کہا کہ "اگر تُم مجھ کو نہ مارو گے تو میں تم کو ریچھ کے دو بچّے لا دوں گا۔"

چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد دو ریچھ کے بچّے شکاریوں کے پاس آ گئے۔ اور انھوں نے ان بچّوں کو بھی اور جانوروں کے ساتھ رکھ لیا۔ ریچھ کے بچّے چونکہ طاقت ور بھی تھے اِس لئے شکاریوں کی حفاظت بھی وہ بخوبی کر سکتے تھے۔ لیکن وہ لوگ مشکل سے کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ ایک شیر ان کے سامنے آ گیا اور دہاڑنے لگا۔ بغیر کسی قسم کا خوف ظاہر کئے ہوئے ان دونوں شکاریوں نے اس کی طرف بندوق اُٹھائی لیکن گولی

ان دونوں میں سے کسی نے بھی نہ چلائی تھی کہ شیر چلا آیا :-

" اگر تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں تم کو شیر کے دو بچے لا دوں گا " اور تھوڑی دیر کے بعد دو چھوٹے چھوٹے شیر بھی اُن کے پاس ہو گئے۔

لیکن ابھی تک ان شکاریوں کو کھانے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تھی۔ جب بھوک بہت ستانے لگی تو انھوں نے دونوں لومڑیوں سے کہا :-

" جانوروں میں تم بہت چالاک مشہور ہو۔ تمہاری ہوشیاری جب معلوم ہو کہ ہمارے لئے کھانے کا بندوبست کرو "

یہ سن کر دونوں جانوروں نے آپس میں کچھ کانا پھوسی کی اور اس کے بعد شکاریوں سے کہا :-

یہاں سے تھوڑی دور ایک گاؤں ہے۔ جہاں سے ہمارے ماں، باپ اکثر مرغیاں لایا کرتے تھے، ہم آپ کو وہاں لئے

چلتے ہیں۔ آپ گاؤں سے باہر آرام کیجئے گا۔ ہم دونوں دو مرغیاں پکڑ لائیں گے۔"

چنانچہ انھوں نے وہاں پہنچ کر کھانے کے لئے کچھ چیزیں خریدیں۔ خود بھی کھائیں اور اپنے ساتھی جانوروں کو کھلائیں لومڑیوں نے چند مرغیاں بھی شکاریوں کو دکھائیں۔ لیکن شکاریوں نے ان مرغیوں کو پکڑا نہیں۔

چند روز تک دونوں بھائی اسی طرح چلتے رہے کہ ایک دن اُن کی ملاقات ایک امیر شخص سے ہوئی۔ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ یہ دونوں بڑے اچھے شکاری ہیں امیر آدمی نے اُن سے کہا "میں تم میں سے ایک کو اپنے یہاں نوکر رکھ سکتا ہوں۔ مجھے ایک شکاری کی ضرورت ہے۔"

دونوں بھائیوں نے آپس میں کچھ مشورہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک نے امیر آدمی کے ساتھ جانے کی

رضامندی ظاہر کی۔ اور اب دونوں بھائیوں کے الگ ہونے کا وقت آگیا۔ چنانچہ انھوں نے اپنا اپنا سامان الگ کر لیا اور جانوروں کو بھی آپس میں تقسیم کر لیا۔ اس طرح کہ ایک شیر، ایک ریچھ، ایک بھیڑیا، ایک لومڑی، اور ایک خرگوش سیفو نے لیا اور باقی جانور زلفو نے اپنے ساتھ رکھ لیئے۔

روانگی کے وقت دونوں بھائی گلے ملے اور اپنے شکاری باپ کا دیا ہوا چاقو انھوں نے چلتے وقت ایک درخت میں گاڑ دیا۔ بڑا بھائی زلفو مغرب کی طرف روانہ ہوا اور سیفو مشرق کی طرف چلا گیا۔

(۲)

زلفو اپنے جانوروں کو لے کر امیر آدمی کے ساتھ چلا گیا مگر سیفو اپنے شیر، ریچھ، بھیڑیے، لومڑی اور خرگوش کے ساتھ تھوڑی دور چلنے کے بعد ایک شہر میں پہنچا۔ یہاں اُس نے دیکھا کہ ہر مقام

پر سیاہ جھنڈے لگے ہوئے ہیں اور پورا شہر ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔
اس نے ایک سرائے میں پہنچ کر دم لیا۔ یہ سرائے بارہ سنگھے
کی سرائے کے نام سے مشہور تھی۔ مگر اس کے پھاٹک پر ہرن کے
سینگ تھے اس ملک کے رواج کے مطابق یہ ایک منحوس نشانی تھی
سیفو نے سرائے میں ایک کمرہ کرائے پر لیا اور ایک اصطبل
میں اپنے سب جانوروں کو رکھا سب سامان رکھنے کے بعد اس نے
سرائے والے سے پوچھا کہ "تمام گاؤں میں سیاہی کیوں پھیلی ہوئی
ہے" سرائے والے نے بتایا کہ "کل بادشاہ کی بیٹی ماری جائے گی"
شکاری نے پوچھا "کیا وہ بیمار ہے؟"
سرائے والے نے جواب دیا "نہیں وہ بالکل جوان ہی
اور بہت خوب صورت۔ مگر افسوس اس کی موت پر ہے
اور وہ بھی بڑی بے رحمی کی موت"
اتنا کہہ کر سرائے والے نے ایک گہری سانس لی

سیفو نے دریافت کیا "آخر کیا بات ہے ، اس طرح مرنے کا کوئی سبب تو ضرور ہوگا"

"یہاں سے تھوڑی دور ایک پہاڑ ہے جہاں سات سر کا ایک اژدہا رہتا ہے۔ وہ اژدھا روز ایک کنواری لڑکی کھاتا ہے، اگر اس کی یہ شرط پوری نہ ہو تو وہ تمام ملک کو برباد کر دے وہ ایسی سب لڑکیوں کو کھا چکا ہے اور سوائے بادشاہ کی لڑکی کے اب کوئی اور باقی نہیں ہے ۔ اور اژدہے کے پاس چونکہ دوسری لڑکی نہیں بھیجی جا سکتی اس لئے کل شہزادی کی باری ہے اور پرسوں اژدھا اس بے چاری کو ختم کر دے گا"

"لیکن تم اس کو مار کیوں نہیں ڈالتے؟"

"بڑے بڑے شکاریوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا لیکن سب کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا"

سیفو نے یہ سن کر کہا "اچھا میں کچھ سوچ کر تم کو جواب

دوں گا؟"

یہ کہہ کر وہ اصطبل میں گیا اور اپنے سب جانوروں کو جمع کر کے شہزادی اور اژدھے کا قصّہ سنایا۔

اس واقعے کو سننے کے بعد شیر نے ایک دہاڑ ماری، ریچھ غرّایا۔ بھیڑیا چیخا۔ لومڑی بھی کچھ سوچنے لگی اور بے چارا خرگوش کانپ گیا۔

کچھ دیر بعد شیر بولا "اژدھے کو فوراً مار کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے چاہئیں"

ریچھ نے کہا "اس کی گردن دبوچ کر گلا گھونٹ دینا چاہیے"

بھیڑیے نے کہا "مجھے بھی ان کی رائے سے اتفاق ہے"

لومڑی بولی "کوئی ترکیب ایسی سوچنا چاہیے کہ شہزادی کو نقصان پہنچائے بغیر اژدھا قابو میں آ جائے"

خرگوش نے کہا "میری رائے میں جتنی جلدی یہاں سے

بھاگ چلیں اتنا ہی اچھا ہے۔"

شکاری نے ان سب کی باتیں سُن کر لومڑی سے کہا "مجھے تمھاری رائے پسند ہے۔ تم اِدھر اُدھر جاؤ اور کچھ خبر لے کر آؤ۔"

لومڑی گھومتی گھامتی پاس کی لومڑیوں کے پاس پہنچی اور اُن سے تمام ماجرا بیان کیا۔ ایک بوڑھی اور تجربہ کار لومڑی نے اس سے کہا "میں تمھارے آقا کو اژدھے پر قابو پانے کی کوئی ترکیب تو نہیں بتا سکتی۔ البتہ سامنے والے پہاڑ کے آدھے راستے پر ایک جھونپڑی ہے جہاں کسی زمانے میں شکاریوں کے دیوتا رہا کرتے تھے۔ اگر تمھارا آقا آج رات کو وہاں جا کر دعا مانگے تو شاید دیوتا اس کو کوئی ترکیب بتا دیں۔"

یہ سُن کر لومڑی سیفو کے پاس واپس آئی اور اُس سے اپنی گفتگو دہرائی۔

شام کے وقت اُس نے اپنے تمام جانوروں کو باہر نکالا

اور بغیر کسی سے کچھ کہے سُنے پہاڑ پر جھونپڑی کی طرف روانہ ہوگیا
کوئی آدھے راستے پر سیفو کو وہ جھونپڑی مل گئی وہاں وہ اپنے
جانوروں کے ساتھ ٹھہر گیا اور تمام رات عبادت میں گذار دی،
پھر وہ ایک کونے میں پڑ کر سو گیا۔ سوتے میں اُس نے دیوتا
کو خواب میں دیکھا جو اُس سے کہہ رہا تھا۔
"صبح کو اُٹھنے کے بعد تمھیں اس جھونپڑی میں شربت کے تین
پیالے ملیں گے۔ اگر تم ان تینوں پیالوں کا شربت پی جاؤ گے
تو تم دنیا میں سب سے طاقت ور انسان بن جاؤ گے۔ اس کے
بعد تم اس پتھر کو بھی اُٹھا سکو گے جو اس جھونپڑی کے باہر پڑا
ہوا ہے۔ اس پتھر کے نیچے تم کو ایک تلوار ملے گی۔ یہ تلوار اژدھے
کے ساتوں سر کاٹنے کے لیے بنائی گئی ہے۔"

رات کو جس جگہ سیفو سویا تھا۔ وہاں اُس کے سامان کے
علاوہ کچھ بھی نہ تھا مگر صبح کو جب اُس کی آنکھ کھلی تو اس کو تین پیالے

شربت سے بھرے ہوئے ملے۔ رات کے خواب کا خیال کر کے وہ
ان تینوں پیالوں کو دم بھر میں خالی کر گیا۔ شربت کے پیتے ہی اس
نے محسوس کیا کہ دنیا بھر کی طاقت اس کے بدن میں آگئی ہے۔ اس
کے بعد وہ باہر آیا جہاں اس کو ایک پتھر نظر آیا۔ پتھر کو دیکھ کر
اس نے کچھ سوچا اور اس کے بعد شیر اور ریچھ کو آواز دی۔
اور ان دونوں سے پتھر اٹھانے کو کہا۔

ریچھ اور شیر نے بہت ہی زور لگایا لیکن دونوں پتھر کو ایک
انچ بھی نہ سرکا سکے۔ تب سیفو بولا "ہٹو اب میری باری ہے" یہ
کہہ کر اس نے پتھر کو بڑی آسانی سے اٹھا کر الگ پھینک دیا۔

پتھر اٹھاتے ہی اس نے دیکھا کہ چار فٹ لانبی ایک تلوار وہاں
رکھی ہوئی ہے جس کا وزن ڈھائی سیر سے بھی زائد تھا۔

اس عرصے میں شہزادی اپنے وزیر کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ
رہی تھی۔ اس جھونپڑی پر پہنچنے کے بعد اس نے کچھ نذر چڑھائی اور

وزیر بادشاہ سے شہزادی کے پہاڑ پر پہنچ جانے کا حال کہنے کے لیے
واپس ہوا۔ سیفو نے شہزادی کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنے جانوروں کو
آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اُن کے پیچھے پیچھے خود بھی پہنچا اور ان سب نے شہزادی
کا استقبال کیا۔ اس کے بعد اس نے شہزادی سے کہا :۔

"شہزادی صاحبہ آپ مجھ سے جانوروں سے ہرگز نہ ڈریں
ہم سب آپ کے خادم ہیں۔ یہاں پر ہم لوگ آپ کی جان بچانے آئے
ہیں۔ ہم آپ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں گے بلکہ اژدھے کو ختم کریں گے"
شہزادی یہ سن کر بولی :۔

"اچھے شکاری خدا تمہاری مدد کرے۔ لیکن مجھے تمہاری
کامیابی کی زیادہ اُمید نہیں۔ تم سے پہلے بہت لوگ اس کی کوشش
کر چکے ہیں لیکن سب کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا"
سیفو نے عرض کیا "حضور کا فرمانا بجا ہے مگر مجھے بھی کوشش
کر لینے دیجیے۔ کیا عجب جو خدا میری مدد کرے اور میں آپ کے

سامنے سرخرو واپس آؤں۔"

سیفو کے منہ سے یہ لفظ نکلے ہی تھے کہ ایک طوفان کے آنے کا شور ان لوگوں نے سُنا۔ اس کی آواز اس قدر تیز تھی کہ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے یہ اژدھے کی پھنپھناہٹ تھی۔ تھوڑی دیر میں تمام آسمان پر دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ اژدھے نے اس وقت سانس لی تھی۔

سیفو نے شہزادی سے کہا:۔ "سرکار اس پیڑ کے نیچے تشریف رکھیں اور اپنی سلامتی کی دعا مانگیں اور خادم کو رخصت ہونے کی اجازت دی جائے۔"

بچاری شہزادی کانپتی ہوئی درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئی خرگوش بھی اُس کے پاس آگیا۔ باقی چاروں جانور اپنے آقا کے ساتھ ہی رہے۔

سات سروالا اژدھا اس اثنا میں آگے بڑھ رہا تھا وہ

لمبائی میں پچیس، تیس فٹ سے کم نہ تھا۔

سیفو نے اس کو دیکھتے ہی اپنے ہاتھ میں تلوار سنبھالی جب اژدھے کی نظر سیفو پر پڑی تو اس نے کہا:۔

"تم اس پہاڑ پر کیوں آئے ہو؟ میں نے تمھارا کچھ نہیں بگاڑا۔"

سیفو نے چھوٹتے ہی جواب دیا "اگرچہ تو نے میرا کچھ نہیں بگاڑا، لیکن میں نے تیرے مارنے کی قسم کھائی ہے ۔ اچھا اب تو اپنے کو بچا۔"

اژدھے نے جواب دیا۔"میں اپنے آپ کو کبھی نہیں بچاتا بلکہ حملہ کرتا ہوں۔"

اتنا کہتے ہی اُس نے زمین سے اپنے سر اُٹھائے اور منہ سے ایسا دھواں نکالا جو بادلوں کی طرح چاروں طرف چھا گیا اور بجلی کی تیزی سے اُس نے شکاری پر حملہ کیا۔ کچھ دیر کے لئے تو سیفو بچارا گھبرا گیا لیکن فوراً ہی اس نے اپنے حواس جمع کرکے اژدھے

کے اوپر ایسا وار کیا کہ اس کا ایک سر الگ جا پڑا۔ اژدھے نے زور سے ایک چیخ ماری۔ اور پھر اٹھا۔ لیکن اس کو کوئی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ سیفو نے دوسرا وار کر کے اس کا دوسرا سر اور قلم کر دیا۔

تیسری مرتبہ اژدھے نے پھر وہی کوشش کی لیکن اس مرتبہ بھی اس کو اپنے ایک سر سے ہاتھ دھونا پڑا آخر کار اب وہ اتنا کمزور ہو گیا کہ اٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔ آخر سیفو نے تلوار کے دو واروں سے اس کے باقی سر بھی الگ کر دیے لڑائی ختم ہو گئی اور سیفو خوش خوش شہزادی کے پاس پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے شہزادی کو بے ہوش پایا۔ بچاری شہزادی ڈر کے مارے بے ہوش ہو گئی تھی۔ سیفو نے فوراً پاس کے ایک چشمے سے پانی لا کر شہزادی کے منہ پر چھینٹے دیے۔

پانی کی ٹھنڈک سے شہزادی کی آنکھ کھل گئی جب وہ اچھی طرح ہوش میں آ گئی تو سیفو نے بتایا کہ اژدھے کا اس نے خاتمہ کر دیا ہے۔

"اب آپ بالکل محفوظ ہیں۔"

شہزادی نے یہ سنتے ہی پہلے ایک سجدہ خدا کی درگاہ میں شکرانے کا ادا کیا۔ اس کے بعد وہ سیفو کی طرف مخاطب ہوئی۔ "پیارے شکاری میرے باواجان تمھیں دیکھ کر کتنے خوش ہوں گے۔ اب وہ تمھاری شادی میرے ساتھ کر دیں گے۔ انھوں نے عہد کیا تھا کہ جو شخص اس اژدھے کو مار دے گا اس کے ساتھ میری شادی کر دی جائے گی۔"

اس کے بعد وہ جانوروں کی طرف متوجہ ہوئی اور انعام کے طور پر اس نے شیر کے گلے میں اپنی ہیرے کی مالا ڈال دی۔ اپنے کانوں کے بندے اس نے ریچھ کے کانوں میں ڈال دئے۔ بھیڑئے کے پاؤں میں اس نے اپنے ہاتھوں کے کڑے پہنا دئے۔ اور دو بیش قیمت انگوٹھیاں جس میں ایک زمرد اور دوسری ہیرے کی تھی اس نے لومڑی اور خرگوش کو دیں۔

شکاری کو اس نے اپنا ایک رومال دیا جو آنسوؤں سے
بھیگا ہوا تھا۔ سیفو نے اژدھے کے سروں کی ساتوں زبانیں
کاٹ کر اس رومال میں باندھ لیں۔

اس کام سے فرصت پا کر سیفو، شہزادی اور سب جانور
ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے آرام لینے کے لئے پڑ گئے
شکاری تھکن اور شہزادی خوف سے نڈھال ہو چکے تھے۔
درخت کے نیچے پہنچتے ہی دونوں کو نیند آنے لگی اور سونے
کی تجویز ہوئی۔ سونے سے پہلے سیفو نے شیر سے کہا:۔
"تم دیکھتے رہنا کہ کوئی شخص ہم لوگوں پر سوتے میں حملہ نہ کرے"
شیر نے اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے اپنا سر ہلایا۔ تھوڑی
دیر بعد سیفو اور شہزادی دونوں نیند میں غافل ہو گئے۔ شیر ان
دونوں کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ بھی بہت تھکا ہوا تھا۔ نیند نے
اُسے بھی ستانا شروع کیا۔ جب اس کی آنکھیں نیند سے

بند ہونے لگیں تو ریچھ سے بولا:۔

"بھائی ریچھ تمھاری بڑی مہربانی ہوگی اگر تم میری جگہ جاگتے رہوگے۔ میں بہت تھک گیا ہوں اور تھوڑی دیر سونا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی کھٹکا ہو تو مجھے فوراً اٹھا دینا۔"

ریچھ شیر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ لیکن بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھوں میں بھی خمار آنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے بھیڑیے کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہا:۔

"تم دیکھتے ہو اب میری آنکھوں میں کھلے رہنے کی طاقت بالکل نہیں ہے۔ وہ آپ ہی آپ بند ہوئی چلی جا رہی ہیں، اگر تم اتنی مہربانی کرو کہ میری جگہ جاگتے رہو تو بڑا اچھا ہو۔ کھٹکے کے وقت مجھے فوراً اٹھا دینا۔"

بھیڑیے نے ریچھ کی بات منظور کر لی اور اس کی جگہ آ بیٹھا۔ شیر اور ریچھ کی طرح بھیڑیا بھی اونگھنے لگا اور جب

اُس نے دیکھا کہ اب اس کے لئے جاگنا مشکل ہے تو اس نے
لومڑی سے بھی وہی خواہش کی۔ لومڑی نے اس کو منظور کر لیا
اور بھیڑیا سو گیا۔ لیکن وہ بھلا خود کب کسی سے ہیٹی تھی۔ آخر تھکی
ہوئی وہ بھی تھی۔ نیند سے پریشان ہو کر اس نے اپنی جگہ خرگوش
کو متعین کر دیا۔ اور اس سے کہا "میاں خرگوش تم تو سوتے ہیں
ہمیشہ اپنی ایک آنکھ کھلی ہوئی رکھتے ہو میں تمہارے ہاتھ جوڑتی
ہوں ذرا میری جگہ بیٹھ جاؤ۔ ذرا بھی کوئی کھٹکا ہو تو سب سے
پہلے مجھے اُٹھا دینا۔"

غریب خرگوش کو تھوڑی دیر میں پتہ چلا کہ فی الحقیقت وہ سب سے زیادہ
تھکا ہوا تھا۔ چنانچہ بغیر کسی سے کچھ کہے سُنے وہ بھی سو گیا۔

شکاری کے ساتھ شہزادی، شیر، ریچھ، بھیڑیا، لومڑی
اور خرگوش سب ہی سو رہے تھے اور بظاہر اُن کی حفاظت
کرنے والا کوئی نہ تھا۔

اب ادھر کی سنو وزیر (جو شہزادی کے ساتھ آیا تھا) ابھی
واپس جا رہا تھا کہ اُس نے یکایک بہت زور کی آوازیں سنیں لیکن
پھر ایک دم خاموشی ہو گئی۔ اس سے اُسے بہت تعجب ہوا کیونکہ
یہ اژدھے کی عادت کے خلاف تھا ایکا ایکی خاموشی کا سبب
معلوم کرنے کے لیئے وہ ڈرتے ڈرتے اوپر چڑھنے لگا۔ پہاڑ پر
پہنچنے کے بعد سب سے پہلی چیز جو اُسے نظر آئی وہ اژدھے کے سر
تھے جو سب الگ الگ پڑے ہوئے تھے اور وہاں سے تھوڑی دور
پر اس نے شہزادی کو شکاری اور اس کے جانوروں کے ساتھ
سوتا ہوا دیکھا۔ یہ وزیر دراصل بہت ہی بے ایمان تھا۔ اس نے
سوچا کہ بادشاہ کے سامنے جا کر اس کارنامے کو وہ اپنا ثابت
کرے اور اپنے جھوٹ کو سچ دکھانے کے لیئے اس نے یہ ترکیب سوچی
کہ شکاری کو سوتے میں مار ڈالے تاکہ کوئی جھگڑا کرنے والا نہ رہے
یہ سوچ کر اس نے سیفو کے سرہانے رکھی ہوئی تلوار اٹھائی اور آہستہ

آہستہ اُس کے پاس گیا اور ایک ہی وار میں بچارے سیفو کا سر قلم کر دیا۔ اس کے بعد اس نے شہزادی کو جگایا۔ شہزادی وزیر کو وہاں دیکھ کر متعجب ہوئی۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ تم کو سب باتیں ابھی معلوم ہوئی جاتی ہیں۔"

اتنے میں شہزادی کی نظر سیفو پر پڑی اور اس نے دیکھا کہ بچارے کا سر الگ کٹا ہوا پڑا ہے۔ شہزادی یہ دیکھ کر ڈر گئی اور اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔

"اب چیخنے چلانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا تم اب میرے ہاتھ میں ہو اگر تم میری بات نہ مانو گی تو اس شکاری کی طرح تمھارا سر بھی اُڑا دوں گا۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم کو اس پر عمل کرنا ہوگا۔"

شہزادی نے پوچھا "وہ کیا ؟"

"تم کو بادشاہ کے سامنے یہ کہنا ہوگا کہ اژدھے کو میں نے مارا ہے۔"

شہزادی نے جواب دیا "میں جھوٹ نہیں بول سکتی۔"

"اچھا تو میں تمہارا وہی حشر کرتا ہوں جو اژدھا کرتا۔" اتنا کہتے ہی وزیر نے تلوار کا ہاتھ اٹھایا۔

غریب شہزادی ڈر کے مارے سہم گئی اور اس کو اقرار کرنا ہی پڑا۔

یہ وعدہ لے کر وزیر اس کو بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ اپنی بیٹی کو زندہ دیکھ کر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔

وزیر نے کہا:-

"یہ حضور کا اقبال تھا کہ خادم نے شہزادی صاحبہ کی جان بچائی۔ اور اس موذی اژدھے کا کام تمام کیا۔"

بادشاہ کو اژدھے کی موت کی خبر سن کر بہت خوشی ہوئی مگر وزیر کی بہادری پر تعجب ہوا اور اس نے شہزادی سے دریافت کیا "کیا یہ بات ٹھیک ہے؟"

شہزادی بولی "جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک ہی ہوگا۔"

اس کے بعد وزیر نے بادشاہ کو اس کا وعدہ یاد دلایا۔

بادشاہ نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جو پہلے تو خاموش رہی لیکن جب بادشاہ نے زیادہ اصرار کیا تو بولی "اگر آپ کی خوشی اس میں ہی تو مجھے کوئی انکار نہیں مگر کم از کم ایک سال کی مہلت چاہتی ہوں۔"

وزیر بہت کچھ کہتا سنتا رہا مگر شہزادی اپنی بات پر اڑی رہی وزیر ڈر رہا تھا کہ غصے میں کہیں شہزادی سب باتیں نہ کہہ ڈالے اس لئے اس کو بھی بہ مجبوری ایک سال تک انتظار کے لئے راضی ہونا پڑا۔

(۳)

سیفو بچارا تو موت کی نیند سو چکا تھا لیکن اس کے جانور بھی ابھی تک غافل پڑے ہوئے تھے۔ وزیر جب شہزادی کو لے جا چکا تو اس کے گھنٹہ بھر بعد ایک بھونرا اڑتا ہوا آیا اور بھنبھناتا ہوا خرگوش کے منہ پر بیٹھ گیا۔ خرگوش نے سوتے میں ہی اس کے ایک طمانچہ مار کر اڑا دیا۔ مگر بھونرا پھر آیا اور اسی جگہ پر بیٹھ گیا۔ خرگوش نے

اسی طرح اس کو پھر اڑا دیا۔ تیسری مرتبہ بھونرا پھر آیا اور اس دفعہ اس
کے ایک ڈنک بھی مار دیا۔ ایک چیخ کے ساتھ خرگوش اُٹھ بیٹھا۔ اس
چیخ سے لومڑی کی آنکھ کھل گئی اور اس نے فوراً ہی بھیڑیے کو جگایا
بھیڑیے نے اُٹھتے ہی ریچھ کو اور ریچھ نے شیر کو جگایا۔ لیکن جب
شیر نے دیکھا کہ شہزادی وہاں سے غائب ہے اور اس کے مالک
کا سر کٹا ہوا الگ پڑا ہے تو اس نے بہت ہی خوفناک طریقے سے
دہاڑنا شروع کیا۔ ریچھ کی طرف آنکھیں نکال کر دیکھا اور اس سے
پوچھا "یہ کیا ہو گیا؟ تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟"

ریچھ نے بھیڑیے سے دریافت کیا "کیوں جی! تم نے مجھ
کو کیوں نہیں جگایا؟"

بھیڑیے نے لومڑی سے اور لومڑی نے خرگوش سے یہی سوال
کیا۔ خرگوش غریب چونکہ کسی اور سے دریافت نہیں کر سکتا تھا اس
وجہ سے سب نے اپنا غصہ اُس پر اُتارا اور سب نے اُس سے

مارنے کی صلاح کی۔ بچارا خرگوش ان کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا "مجھے مارو نہیں میں تم کو ایک ایسی ترکیب بتاتا ہوں جس سے ہمارا آقا فوراً زندہ ہو جائے گا۔"

سب جانور اس کی یہ تدبیر سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گئے

خرگوش نے کہا:۔

یہاں سے تھوڑی دور ایک مقام ہے جہاں زندگی کی بوٹی پائی جاتی ہے اگر کسی بیمار آدمی کے منہ میں یہ بوٹی رکھ دی جائے تو وہ فوراً اچھا ہو جاتا ہے۔ زخم پر لگائی جائے تو وہ زخم بالکل بھر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کسی آدمی کے اگر بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوں تو جسم کے سب ٹکڑوں کو ملا کر رکھ دیا جائے اور ان ٹکڑوں پر یہ بوٹی لگائی جائے تو آدمی دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے۔"

"وہ جگہ کتنی دور ہے؟" شیر نے پوچھا۔

"یہاں سے دو سو میل کے فاصلے پر" خرگوش بولا۔

اچھا، میں تم کو چوبیس گھنٹے کا وقت دیتا ہوں - اس عرصے میں تم فوراً بوٹی لے کر آؤ۔"

یہ حکم پاتے ہی خرگوش ہوا ہو گیا - اور چوبیس گھنٹے گزرنے بھی نہ پائے تھے کہ بوٹی کے پودے کو جڑ سے اکھاڑ کر وہ واپس آ گیا۔

بوٹی خرگوش سے لے کر شیر نے ریچھ سے کہا "تم بہت ہوشیار معلوم ہوتے ہو اس لئے اپنے آقا کے سر کو جسم سے ملاؤ میں اس کو پکڑے رہوں گا اور ہاں میاں خرگوش تم لومڑی کے کندھوں پر چڑھ کر اس بوٹی کو لگا دینا۔"

چاروں جانور اپنے اپنے کام میں لگ گئے - ان سب کو اپنے آقا سے بہت محبت تھی اس لئے ہر ایک نے اپنے فرض کو بخوبی انجام دینے کی کوشش کی۔ جیسے ہی خرگوش نے "زندگی کی بوٹی" سیف کے زخم پر لگائی تو اس نے ایک کروٹ لی اور اس کا دل حرکت کرنے لگا۔ سیف نے تھوڑی دیر میں ایک چھینک لی اور

اپنی آنکھیں کھول دیں۔ سب جانور اپنے آقا کو دوبارہ زندہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

سیفو نے اپنے جانوروں سے دریافت کیا کہ "شہزادی کہاں ہے؟"

شیر نے بغیر کسی بات کو چھپائے ہوئے سارا ماجرا اس کو سنا دیا اور اس کو بتایا کہ کس طرح ان کی محبت سے اس کو دوبارہ زندگی ملی تھی۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خرگوش نے ایک چیخ ماری اور ریچھ سے بولا "ارے یہ تم نے کیا کر دیا؟" ریچھ نے سیفو کی طرف دیکھا اور وہ بھی الٹا گر پڑا۔

خوشی سے بیتاب ہو کر دراصل ریچھ نے سیفو کا سر الٹا جوڑ دیا تھا، یعنی اس کا منہ پیٹھ کی طرف تھا اور گردن سینے کی طرف۔

اتفاق سے بوٹی ابھی باقی تھی۔ ریچھ نے فوراً ہی تلوار اٹھائی اور آناً فاناً میں سیفو کا سر قلم کر دیا۔ لومڑی نے فوراً ہی سر کو اٹھا لیا اور شیر نے اس کو صحیح جگہ پر لگایا۔

اس دفعہ سر کے لگانے میں بہت احتیاط کی گئی اور زندگی کی بوٹی لگاتے ہی سیفو پھر زندہ ہوگیا۔

سیفو کو شہزادی کے چلے جانے کا بہت افسوس تھا۔ اس نے یہاں زیادہ ٹھہرنا ٹھیک نہ سمجھا اور اپنے جانوروں کے ساتھ دوسری طرف روانہ ہوگیا۔

جہاں جہاں وہ جاتا تھا لوگ اس کو مداری سمجھ کر اس کے پیچھے ہو جاتے اور شیر کی گردن میں ہیرے کی مالا، ریچھ کے کانوں میں بندے، بھیڑیے کی ٹانگوں میں کڑے، اور لومڑی اور خرگوش کو انگوٹھیاں پہنے دیکھ کر انھیں بہت تعجب ہوتا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ ٹھیک ایک سال کے بعد سیفو پھرتا پھرتا اسی شہر میں جا پہنچا جہاں اُس نے شہزادی کو بچایا تھا۔ اس مرتبہ شہر بہت سجا ہوا تھا۔ اس نے اسی سرائے والے سے پوچھا ٹھیک ایک سال ہوا جب تمھارے شہر میں غم کی وجہ سے ہر چیز

سیاہ نظر آ رہی تھی اور آج جدھر دیکھو رونق ہی رونق ہے"

سرائے والے نے جواب دیا "کیا تم کو معلوم نہیں کہ ایک سال پہلے ہم لوگوں کو ایک بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور شہزادی کو سات سر والے اژدھے سے بچایا گیا تھا"

"اور اب؟" سیفو نے دریافت کیا۔

"وزیر نے اژدھے سے لڑ کر شہزادی کو بچایا تھا۔ آج دونوں کی شادی ہے"

سیفو اس وقت تو یہ سن کر چپ ہو رہا لیکن دوسرے دن اس نے سرائے والے سے کہا

"میں بادشاہ کے محل میں جانا چاہتا ہوں"

"کیوں؟ خیریت تو ہے؟"

"میں شہزادی سے شادی کروں گا"

"پاگل تو نہیں ہو گئے ہو"

سیفو نے وہ رومال نکال کر سرائے والے کو دکھایا جس میں
اژدھے کی ساتوں زبانیں بندھی تھیں اور سب قصہ سنایا
سرائے والے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں مگر اس نے کہا۔
"تم نے جو کچھ مجھ سے کہا ہے اس پر مجھ کو پورا پورا یقین ہے
لیکن شہزادی کے ساتھ تمہاری شادی نہ ہو سکے گی"
"اچھا کچھ شرط لگاؤ"
سرائے والے نے کہا "میں اس کے لئے اپنا باغ اور
مکان ہارنے کو تیار ہوں"
"اچھا یہ میری شرط ہے" سیفو نے ایک تھیلی نکال کر
دکھائی جس میں ایک ہزار اشرفیاں تھیں۔
سرائے میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کسی نے محل میں جاکر
بادشاہ کو اس کی خبر کر دی۔ بادشاہ نے اپنے نوکر کو سیفو کے
بلانے کے لئے بھیجا۔ سیفو نے بادشاہ سے کہلوایا کہ حضور جب تک

میرے لئے ایک جوڑا اور سواری کے لئے گاڑی نہ بھیجیں گے اس
وقت تک میں حاضری سے مجبور رہوں گا۔"

بادشاہ نے سیفو کی درخواست منظور کر لی اور سواروں
کے ایک دستے کے ساتھ ایک جوڑا اور ایک چوکڑی سیفو کی
سواری کے لئے بھیج دی۔ جب گاڑی سرائے میں آگئی تو سیفو
نے سرائے والے سے کہا:۔

"دیکھو جس چیز کی میں نے خواہش کی تھی وہ آگئی" یہ کہہ کر
اُس نے شاہی جوڑا پہنا اور گاڑی میں سوار ہو کر شاہی محل
میں آگیا۔ اس کے ساتھ اُس کے جانور بھی تھے۔

سیفو کو دربارِ شاہی میں پہنچایا گیا۔ یہاں شہزادی اور
وزیر شادی کے کپڑے پہنے بیٹھے تھے۔ بادشاہ نے سیفو کو بلا کر
اپنے اور شہزادی کے بیچ میں بٹھایا۔ وزیر نے سیفو کو نہ پہچانا
گردن اُڑاتے وقت اُس نے اُس کی صورت اچھی طرح نہ دیکھی تھی

اپنی بہادری ثابت کرنے کے لئے وزیر نے اژدھے کے ساتوں
سر منگوا لئے تھے جو اس وقت دربار میں سامنے رکھے تھے ۔
بادشاہ نے سیفو سے کہا :۔
"دیکھو یہ اژدھے کے سر ہیں جس کو ہمارے وزیر نے مارا
تھا اور اس خوشی میں آج شہزادی کی شادی وزیر کے ساتھ
کر رہا ہوں"
یہ سنتے ہی سیفو نے بادشاہ سے کہا" اگر اجازت ہو
تو میں بھی کچھ عرض کروں "
بادشاہ نے جب اجازت دے دی تو اس نے پوچھا
"اژدھے کے ساتوں سر تو یہ ہیں مگر ان کے منہ کھول کر دیکھے
جائیں کہ ان کی زبانیں بھی اندر ہیں یا نہیں ؟"
وزیر کے چہرے کا رنگ یہ باتیں سن کر اتر گیا اس نے
کبھی اژدھے کے منہ کھولنے کی ہمت نہ کی تھی ۔ اس نے لڑکھڑاتی

ہوئی زبان میں کہا :-

"اژدھوں کے زبانیں نہیں ہوتیں"

یہ سُن کر دربار میں سب کو ہنسی آگئی اور سیفو نے کھڑے ہوکر رومال میں سے ساتوں زبانیں کھول کر سب کو دکھائیں۔ اور ایک ایک کرکے ساتوں زبانیں اژدھے کے ساتوں سروں کا مُنہ کھول کر اندر جا دیں۔ اور خالی رومال شہزادی کی طرف بڑھاتے ہوئے دریافت کیا۔

"کیا اس رومال کو آپ پہچانتی ہیں؟"

شہزادی نے جواب دیا" ہاں یہ رومال میں نے اس شخص کو دیا تھا جس نے اژدھے کو مار کر مجھے بچایا تھا"

سیفو نے پوچھا" اور اژدھے کو کس نے مارا تھا؟"

شہزادی فوراً بولی :- "تم نے"

بادشاہ اور دوسرے درباریوں کو یہ باتیں سن کر بہت

تعجب ہوا۔ بادشاہ نے سیفو سے دریافت کیا "تم نے مجھ سے شادی کی درخواست کیوں نہ کی؟"

اس پر سیفو نے تمام واقعات بادشاہ کو بتلائے کہ کس طرح وزیر نے اس کو مار ڈالا تھا، مگر اپنے جانوروں کی محبت سے وہ دوبارہ زندہ ہوا تھا اور یہ کہ گھومتا ہوا وہ سال بھر کے بعد پھر اسی شہر میں آیا تھا۔ شہزادی نے بھی سیفو کے بیان کی تصدیق کی اور کہا "یہی وجہ تھی کہ میں نے آپ سے سال بھر کی مہلت مانگی تھی کیونکہ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ اس عرصے میں سب واقعات معلوم ہو جائیں گے۔"

بادشاہ نے بارہ ۱۲ تجربہ کار آدمیوں کی ایک کمیٹی قائم کی اور وزیر کا معاملہ پیش کیا۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر سزائے موت تجویز کی۔ وزیر کی موت سے رعیت بہت خوش ہوئی کیونکہ وہ لوگ اس کے ظلم اور سختیوں سے بہت تنگ آ گئے تھے بادشا

نے شہزادی کی شادی سیفو کے ساتھ بہت دھوم دھام سے
کی اور اس کو اپنے ایک صوبے کا گورنر بنا دیا۔

شادی کے بعد سیفو سرائے والے کو نہیں بھولا اور
اس نے اس کو بلوایا اور اس سے کہا:-

"کیوں بھئی اب تو میرا کہنا ٹھیک ہوا۔ میری شادی
شہزادی کے ساتھ ہو گئی، اب تمھارا باغ اور مکان میری ملکیت ہیں"

"جی ہاں۔ انصاف تو یہی کہتا ہے"

"ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن رحم کچھ اور کہتا ہے۔ جاؤ اپنے
باغ اور مکان کی حفاظت کرو اور اب وہ ہزار اشرفیاں
بھی تمھاری ہیں"

(۴)

سیفو اپنی بیوی یعنی شہزادی کے ساتھ بڑی ہنسی خوشی
سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے پرانے شوق شکار اور سیاحت

ساتھی جانوروں کو نہیں بھولا تھا۔

حسب معمول اس کو ایک بہت گھنے جنگل میں شکار کے لئے جانے کا اتفاق ہوا۔ اس جنگل سے متعلق عجیب عجیب قصّے مشہور تھے، لوگوں کا بیان تھا کہ "ہم نے بہت سے شکاریوں کو اس راستے سے جاتے دیکھا ہے۔ مگر واپس ہوتے ہوئے آج تک کسی کو نہیں دیکھا کوئی نہیں بتا سکتا کہ ان بے چاروں پر کیا بیتی"

شہزادہ سیفو نے بھی یہ قصّے سُنے۔ لیکن اُس نے کہا "جب تک میں اس جنگل کو پار نہ کر لوں گا مجھے چین نہ آئے گا"

اس کے ساتھیوں نے بہتیرا منع کیا لیکن ایک دن صبح کے وقت وہ ان سب کو چھوڑ کر اور اپنے پانچوں جانوروں کو لے کر جنگل کی طرف چل پڑا۔ وہ اس گھنے جنگل میں کچھ دور ہی چلا ہو گا کہ اُس نے ایک ہرنی دیکھی جو روئی کے گالے کی طرح سفید تھی ہرنی کو بھاگتا دیکھ کر اس نے بھی اپنا گھوڑا تیز کیا۔ اور جنگل میں

بہت دور تک اس کا پیچھا کیا۔ اس کے جانور بھی اُس کے
پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔

شام تک اس کے ساتھیوں نے اس کی واپسی کا انتظار
کیا لیکن جب وہ نہ آیا تو وہ لوگ تنہا لوٹ آئے اور محل میں
جاکر شہزادی سے جاکر تمام واقعہ بیان کیا۔

شہزادی یہ سُنتے ہی بے ہوش ہو گئی۔

سیفو جب بہت دیر تک ہرنی کا پیچھا کرتا رہا اور اس کو
اپنی نظر سے غائب نہ ہونے دیا تو کئی گھنٹے کی مسلسل دوڑ سے
تھک کر وہ رُک گیا اتنے میں اُس نے دیکھا کہ سفید ہرنی اس کی
نگاہوں سے دھوئیں کی طرح غائب ہو گئی۔

سیفو کو اب پتہ چلا کہ وہ جنگل میں بہت دور تک چلا
آیا ہے۔ اس نے اپنا بگل اُٹھایا اور بہت زور سے بجایا لیکن اس کا
بجانا بالکل بے کار ثابت ہوا کیونکہ اس کی آواز پر کوئی آدمی بھی

نہ آیا۔ اب وہ اپنے گھوڑے سے اُترا اور ایک درخت کے
نیچے ٹھہر گیا۔ اس کے پانچوں جانور بھی اُس کے پاس آکر بیٹھ گئے
کچھ دیر بعد اس نے آگ جلائی۔ آگ جلاتے ہوئے کچھ دیر
گذری تھی کہ سیفو نے کسی کے کراہنے کی آواز سنی۔ اس نے چاروں
طرف نگاہ دوڑائی لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا۔ آواز اس کی پھر سنائی
دی۔ خوب اچھی طرح سے دیکھنے سے اُس کو معلوم ہوا کہ درخت
کے اوپر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے اور وہ کراہ رہی ہے۔
"ہو، ہو........ ارے میں مری" بوڑھی عورت چلا رہی
تھی "میں سردی سے مری جا رہی ہوں" پہلے تو سیفو نے اس کو تعجب
سے دیکھا مگر بعد میں اس کو اس کے اوپر رحم آیا اور عورت سے کہا۔
"بڑی بی اگر تم کو سردی زیادہ لگ رہی ہے تو نیچے اُتر آؤ اور
اس آگ سے اپنے کو گرمی پہنچاؤ"
"نہیں میں نہیں آؤں گی" عورت نے جواب دیا۔

"تمھارے جانور مجھ کو کاٹ لیں گے۔"

"میرے جانور کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے۔" سیفو نے جواب دیا۔ ان سے تم بالکل نہ ڈرو۔ آؤ اور یہاں آگ کے پاس بیٹھ جاؤ۔"

وہ عورت درحقیقت ایک جادوگرنی تھی۔

اس نے جواب دیا "نہیں نہیں مجھے ڈر لگتا ہے۔ میں اس وقت تک نیچے نہیں آؤں گی جب تک تم اپنے جانوروں کی پیٹھ پر یہ شاخ نہ چھوو گے جو میں نیچے پھینکتی ہوں۔"

"اچھا اچھا شاخ میرے پاس پھینکو۔"

اس نے یہ لفظ کہے ہی تھے کہ درخت کی ایک شاخ اس کی ٹانگوں کے پاس آگری۔ سیفو نے اس کو اٹھا لیا اور اپنے سب جانور اس سے چھو دیے۔ شاخ لگتے ہی سب جانور پتھر ہو گئے۔ سیفو اس پر تعجب کر رہا تھا کہ چالاک عورت فوراً درخت سے اتری اور سیفو کے ہاتھ سے شاخ لے کر اس کی پیٹھ

پر لگادی، شاخ کا لگنا تھا کہ سیفو بھی پتھر بن گیا۔
جادوگرنی نے اسے پانچوں جانوروں سمیت ایک غار میں ڈال دیا۔ جہاں پہلے سے بہت سے آدمی اُس کے جادو کے اثر سے پتھر بنے پڑے تھے۔
اِدھر شہزادی کا یہ حال کہ روزانہ اپنے شوہر کی آمد کا انتظار کرتی تھی۔ بہت دنوں تک انتظار کرنے کے بعد وہ مایوس ہوگئی اور ہر وقت رنجیدہ رہنے لگی۔

کچھ عرصے بعد سیفو کا بھائی زلفو بھی گھومتا پھرتا اسی شہر میں آیا۔ سب سے پہلے تو وہ اس جگہ پہنچا جہاں ان دونوں بھائیوں نے جدا ہوتے وقت چاقو ایک درخت میں گاڑ دیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جدھر اس کا بھائی سیفو گیا تھا اس طرف کے چاقو کا پھل زنگ آلود تھا لیکن اس پر پورا پورا زنگ نہ آیا تھا جس

سے زلفو کو یہ خیال ہوا کہ سیفو مرا تو نہیں ہے لیکن کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔

جب زلفو شہر کے دروازے پر پہنچا تو وہاں کے دربان کو یہ شبہ ہوا کہ شہزادہ سیفو واپس آگیا ہے وہ فوراً شاہی محل کی طرف دوڑ گیا اور یہ خبر دی کہ شہزادہ پانچوں جانوروں سمیت واپس آگیا ہے یہ خبر سن کر سب کو تعجب بھی ہوا اور خوشی بھی، بادشاہ نے فوراً آدمی دوڑائے کہ شہزادے کو لے کر آئیں۔

فوراً زلفو چلے تو اتنے آدمیوں کو اپنی طرف آتا دیکھ کر گھبرایا لیکن فوراً ہی سب معاملہ سمجھ گیا اور چپکے چپکے اُن کے ساتھ محل کی طرف روانہ ہوا۔ اُس نے اپنے دل میں سوچا کہ اس وقت اپنے بھائی کی جگہ لینا مناسب ہوگا کیونکہ بعد میں حالات معلوم ہونے کے بعد ممکن ہے وہ اس کو بچا سکے۔ محل میں پہنچنے کے بعد اس کا شاندار استقبال ہوا۔ شہزادی کو بھی پورا یقین تھا کہ یہ آنما

کا شوہر ہے۔ چنانچہ جب وہ دونوں تنہا ہوئے تو شہزادی نے
اسے دنوں تک الگ رہنے کی بہت شکایت کی۔ زلفو نے ہر بات
کا مناسب جواب دیا اور کہا:۔

"میں جنگل میں راستہ بھول گیا تھا آج اس قابل ہوا
کہ صحیح راستہ چل کر یہاں آیا ہوں"

دوسرے روز میں زلفو نے تمام واقعات کا پتہ چلا لیا اور
جادو کے جنگل کا بھی حال معلوم کر لیا۔

کچھ دن گزرنے پر اس نے کہا:۔

"آج میں شکار کھیلنے کے لئے پھر اسی جنگل میں جاؤں گا"

بوڑھے بادشاہ اور نوجوان شہزادی نے بہت کوشش
کی کہ زلفو وہاں نہ جائے لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہا اور دوسرے
دن صبح کو وہ بھائی کی طرح پانچوں جانوروں کو ساتھ لے کر جنگل
کی طرف روانہ ہو گیا۔

جنگل میں پہنچتے ہی اس کو بھی وہی سفید ہرنی نظر آئی اور وہ اس کے پیچھے روانہ ہوا مگر شام تک بھی اس کو پکڑ نہ سکا۔ جب رات ہوگئی تو ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے پڑگیا۔

جیسے اُس کے بھائی نے آگ جلائی تھی زلفو نے بھی ویسے آگ جلائی۔ آگ جلانے کے تھوڑی دیر بعد اس نے بھی کسی عورت کے کراہنے کی آواز سُنی۔

"ارے، رے ------ یہاں کتنی سردی ہے"

زلفو نے گردن اٹھاکر جو دیکھا تو اس کی نظر جادوگرنی پر پڑی۔

اس نے کہا" بڑی بی اگر تم کو سردی معلوم ہو رہی ہے تو نیچے آجاؤ اور اپنے کو گرمی پہنچاؤ۔"

"میں نیچے نہیں آؤں گی۔ مجھ کو تمھارے جانور کاٹ کھائیں گے"

"میرے جانور نقصان نہیں پہنچائیں گے"

"میں تم کو یہ شاخ دیتی ہوں اگر یہ شاخ اپنے جانوروں کے لگا دوگے تو میں نیچے آجاؤں گی "

یہ الفاظ سُن کر زلفو کو تعجب ہوا اور اُس نے جادوگرنی سے کہا

" میں اپنے جانوروں پر تم کو پورا اختیار دیتا ہوں تم خود نیچے آؤ اور جو چاہو کرو۔ اگر اب بھی تم نیچے نہ آوگی تو میں تم کو پکڑنے آؤں گا "

" واہ وا ! یہ خوب کہی " اگر تم مجھ کو پکڑنا بھی چاہو گے تو نہ پکڑ سکو گے "

کیا کہا " اچھا اب تم بچو، میں تمھارے ایک گولی مارتا ہوں"

یہ کہہ کر زلفو نے اپنی بندوق اُٹھائی اور اس کی طرف تاک کر نشانہ لگایا۔ لیکن جادوگرنی پر لوہے کی گولیوں کا کچھ اثر نہ ہوا

جادوگرنی نے اس کا مذاق اُڑاتے ہو کہا " تم کچھ بڑھیا

شکاری معلوم نہیں ہوتے۔"

اپنے نشانے کو پہلی مرتبہ خطا دیکھ کر زلفو کو افسوس ہوا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری، دوبارہ بندوق بھری۔ اس مرتبہ اس نے اوپر سے اپنا چاندی کا بٹن بھی ڈال دیا اور جادوگرنی کی طرف نشانہ لگاتے ہوئے کہا "اب بچو۔"

نشانہ لگتے ہی جادوگرنی لڑکتی ہوئی درخت سے نیچے آ پڑی زلفو فوراً ہی اس کے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس سے کہا "بدمعاش عورت۔ اگر تو مجھ کو اس وقت ٹھیک ٹھیک نہ بتائے گی کہ میرا بھائی کہاں ہے تو تجھ کو اس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دوں گا۔"

جادوگرنی ڈری اور اس نے صحیح حالات بتانے کا وعدہ کیا۔

"اچھا میرا بھائی کہاں ہے؟"

"وہ اس غار کے اندر ہے اور اب وہ پتھر ہو گیا ہے اس کے

جانور بھی پتھر بنے پڑے ہیں۔"

اس پر زلفو کو بہت غصہ آیا اور وہ جادوگرنی کو گھسیٹتا ہوا غار کے پاس لے گیا اور وہاں جا کر اس سے کہا "اب صرف میرے بھائی کو نہیں بلکہ سب لوگوں کو اپنے جادو سے زندہ کر۔"

جادوگرنی نے یہ دیکھ کر کہ اب سوائے حکم ماننے کے دوسرا چارہ نہ تھا ایک شاخ اٹھائی اور ہر پتھر کو چھونا شروع کیا۔ نوجوان سیفو مع اپنے جانوروں کے زندہ ہو گیا اور بھی بہت سے آدمی زندہ ہو گئے اور سب لوگ خوش خوش اپنے بچانے والے کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔

جب دونوں جڑواں بھائیوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچانا تو وہ فوراً بغل گیر ہو گئے۔ اور اپنے دوبارہ ملنے پر بہت خوش ہوئے اس کے بعد ان دونوں نے جادوگرنی کو پکڑا اور اس خیال سے کہ وہ اور لوگوں کے ساتھ یہ حرکت نہ کرے۔ اس کو آگ میں جھونک دیا۔

جادوگرنی ابھی اچھی طرح جلنے بھی نہ پائی تھی کہ وہ جادو کا جنگل دھواں بن کر غائب ہو گیا جہاں وہ دونوں بھائی کھڑے تھے وہاں سے بادشاہ کا محل سامنے نظر آ رہا تھا۔

دونوں بھائی اسی وقت محل کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں سیفو نے اپنے بھائی کو بتایا کہ وہ بادشاہ کا داماد ہو گیا ہے اور بادشاہ نے ایک صوبہ اس کو انتظام کرنے کے لئے دیا ہے۔

زلفو ہنس کر بولا۔ میرے ساتھ بھی عجیب واقعہ ہوا۔ جب میں اس شہر میں داخل ہوا تو لوگوں کو میرے اوپر تمہارا شبہ ہوا اور میرے ساتھ بھی شاہانہ طریقے برتے گئے۔"

تب سیفو نے کہا:۔

ہاں ہم تم دونوں اس قدر ملتے ہیں کہ دوسرے کو تمیز کرنا مشکل ہے۔ اچھا اب ہم دونوں الگ الگ راستے سے شہر میں داخل ہوں تو بڑا لطف آئے گا۔"

یہ مشورہ زلفو کو بہت پسند آیا اور وہ دونوں الگ الگ ہو گئے۔

جب یہ دونوں بھائی الگ الگ دروازوں سے شہر میں پہنچے تو دونوں دروازوں کے دربان اُن کے آگے آگے تھے۔ دونوں ایک ساتھ شاہی محل میں پہنچے اور ایک ہی وقت میں دونوں درباریوں نے اطلاع دی کہ شہزادہ جانوروں سمیت واپس آگیا ہے۔

بادشاہ کو یہ سُن کر بڑا تعجب ہوا کہ اس کا داماد ایک ہی وقت میں شمالی اور جنوبی دروازے سے آئے۔

دونوں بھائی اسی وقت بادشاہ کے سامنے پہنچے اور جھک کر سلام کیا۔

بادشاہ اور سب درباری دو شہزادوں کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئے۔ بادشاہ نے شہزادی کو بُلایا اور اس سے دریافت کیا۔

"پیاری بیٹی۔ ان دونوں میں تمھارا شوہر کون ہے"
نوجوان شہزادی بھی تھوڑی دیر کے لئے گھبرا گئی مگر فوراً
ہی اس کو اپنی ان چیزوں کا خیال آیا جو اس نے ایک بھائی کے
جانوروں کو دی تھیں۔

سیفو کے پیچھے اس کے سب جانور اپنی اپنی چیزیں پہنے کھڑے
تھے یعنی شیر کی گردن میں مالا۔ ریچھ کے پاؤں میں کڑے، بھیڑیے
کے پاؤں میں چوڑیاں۔ اور خرگوش اور لومڑی انگوٹھی پہنے
ہوئی تھیں۔

شہزادی نے سیفو کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا:۔
"یہ میرا شوہر ہے"
نوجوان سیفو نے خوش ہو کر کہا "بالکل ٹھیک ہے"
اس کے بعد سب لوگ خوش خوش دعوت میں شریک ہوئے۔

(ختم)

پیام تعلیم

جامعہ سے بچوں کیلئے ایک ماہانہ رسالہ "پیام تعلیم" کے نام سے نکلتا ہے۔ اس کے ذریعہ انھیں اچھی اچھی کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور خالی وقت میں مصروف رکھنے کیلئے کارآمد مشغلے بتائے جاتے ہیں۔ سال میں ایکبار رسالنامہ شائع ہوتا ہے۔ جسے مفید اور دلچسپ معلومات کا مخزن کہنا چاہیے۔